غریب کی فریاد

(مصطفیٰ عزیز آبادی)

اے عالیشان محلوں میں سکوں سے بیٹھنے والو
وطن کے نام پر قومی خزانہ لوٹنے والو

بنامِ عدل چند لوگوں کی خاطر بولنے والو
غریبوں کو ہمیشہ کی طرح پھر بھولنے والو

بحال ہوجائیں گے جج یا نہیں، یہ تو تمہی جانو
کوئی پائے گا سچ دھج یا نہیں، یہ توتمہی جانو

مرا مسئلہ تو روٹی ہے، مرا مسئلہ غریبی ہے
مرے گھر میں تو روز اک خودکشی ہے، فاقہ مستی ہے

ذرا بنگلوں سے نکلو اور مری گلیوں میں تو آؤ
مسائل کیا ہیں لوگوں کے خدارا یہ تو پہچانو

یہاں افلاس میں ہر روز مرکر جی رہے ہیں ہم
سسکتی زندگی کا زہر گھٹ کر پی رہے ہیں ہم

کہیں معصوم بچے دودھ کی خاطر بلکتے ہیں
کہیں بچوں کی خاطر ماں کے بھی آنسو چھلکتے ہیں

تلاشِ رزق میں جو لوگ سڑکوں پر بھٹکتے ہیں
فقط مایوسیاں لیکر گھروں کو وہ پلٹتے ہیں

نکلتے ہیں جو گھر سے نوکری کی پرچیاں لیکر
پریشاں پھر رہے ہیں ہاتھ میں وہ ڈگریاں لیکر

غریبانِ وطن آٹے کو، پانی کو ترستے ہیں
فقط اونچے گھروں میں ہی یہاں بادل برستے ہیں

ستم یہ ہے کہ یہ سب کچھ نظر آتا نہیں تم کو
مسائل کیا ہیں یہ کوئی بھی سمجھاتا نہیں تم کو

غریبوں کو اگر روٹی بھی تم سب دے نہیں سکتے
تم اپنے قہقہوں سے اک ہنسی بھی دے نہیں سکتے

تو پھر انصاف کے نعرے لگانا بند کر ڈالو
یہ روز آئین کے تھیٹر سجانا بند کر ڈالو

نظامِ عدل لانا ہے تو اپنے ڈھنگ کو بدلو
سیاست کے، حکومت کے، تم ہر اک رنگ کو بدلو

کہیں ایسا نہ ہو اک روز سب منظر بدل جائے
یہ میخانہ، یہ ساقی اور یہ ساغر بدل جائے

خدا کے واسطے اب ہم غریبوں پر رحم کردو
تماشے روز جو تم کررہے ہو وہ ختم کردو

(8 مئی 2008ء۔لندن)